اتحاد کے محور

دینی وتاریخی حقائق کی روشنی میں

مؤلفہ: حنا حیدر عابدی

بچپن میں ہمارے بزرگ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ روم کے بادشاہ کا جب وقت آخر آگیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو بلا کر سب کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی دیدی اور کہا اسے توڑدو، سب نے تھوڑی طاقت کا استعمال کیا اور لکڑی توڑ کر باپ کے آگے ڈال دی، اس کے بعد باپ نے چند لکڑی جمع کرکے انھیں دی کہ اب اسے توڑو، سب نے زور آزمائی کی اپنی طاقت بھر زور لگایا مگر ان سے وہ لکڑی نہ ٹوٹ سکی، اس وقت ان کے باپ نے کہا: دیکھو بچو! جب تک لکڑی تنہا تھی تم نے تھوڑی سی طاقت کا استعمال کیا اور لکڑی ٹوٹ گئی مگر جب لکڑیاں جمع ہوگئیں تو تم سے نہ ٹوٹ نہ سکیں، بچو! جب تک تم تنہار ہوگے اکیلے رہوگے تم کو کوئی توڑ سکتا ہے مگر جب جمع ہوجاؤگے، متحد ہو جاؤگے تو بڑی سے بڑی طاقت بھی تم کو نہیں توڑ سکتی۔

اگر انسان متحد ہو جائے تو بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرا سکتا ہے جس کی مثال تاریخ میں بے شمار پائی جاتی ہے اور اسی کے برعکس عدم اتحاد کی صورت میں چھوٹی سے چھوٹی طاقت بھی سب کچھ ہونے کے باوجود ہم کو ختم کرسکتی ہے۔

ہم جس دور سے گذر رہے ہیں گذشتہ چند دہائیوں سے اسلام دشمن طاقتیں ہمارے درمیان افتراق پیدا کرنے کے لئے لاکھوں ڈالر ہزاروں ادارے اور سیکڑوں دماغ کا استعمال کررہی ہیں اور بدقسمتی سے وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہورہے ہیں آج جبکہ اتحاد واتفاق کی سب سے زیادہ ضرورت ہے ہم مختلف گروہوں، فرقوں اور دھڑوں میں بٹے جارہے ہیں کل تک دشمن خود وارد میدان ہوتا تھا اپنے افراد کی مدد لیتا تھا مگر آج بدقسمتی سے ہم ہی دشمن کے آلہ کار بن کر آپس میں اختلاف کے بیج بورہے ہیں۔

کچھ نافہم اور سادہ لوح افراد یہ کہہ اختلاف کو ہوا دیتے ہیں کہ ہمارا اتحاد دشمن ولایت، دشمن حضرت زہرا، غاصبین فدک کے ماننے والوں سے نہیں ہوسکتا مگر یہ بیچارے کج فکر اور سادہ لوح یہ نہیں جانتے کہ ہمارے اتحاد کی نوعیت کیا ہے ہم کس اتحاد کی بات کررہے ہیں، یہ لوگ اتحاد کے مفہوم سے ہی آشنا نہیں ہیں۔ رہبر

معظم انقلاب نے واضح لفظوں میں اپنی ایک تقریر میں کہا ہے کہ اتحاد کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے اصول سے پیچھے ہٹ جائیں بلکہ اتحاد ہزاروں ان مشترکات میں ہے جو امت مسلمہ میں پائی جاتی ہے۔

آج جبکہ یہود و نصاریٰ، مسلمانوں کے مقابلے میں سیاسی ہی صحیح مگر متحد ہیں جن کے لیے قرآن کی نص موجود ہے کہ وہ آپس میں متحد نہیں ہو سکتے۔ یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی کچھ نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی کچھ نہیں [1]، تو کیا ہم متحد نہیں ہو سکتے جبکہ ہمارے پاس اتحاد کے تمام اسباب فراہم ہیں ہمارے اتحاد کے محور ایک ہیں۔

دور حاضر میں دشمن کی سازش اتنی زیادہ گہری ہے کہ اس کو سمجھنے کے لیے بصیرت کا ہونا ضروری ہے کل تک ہم دیکھتے رہے تھے کہ وہ شیعہ کو سنی سے اور برادران اہل سنت کو شیعوں سے لڑوا رہا تھا مگر اب اس نے اپنی سیاست کو یکسر بدل ڈالا اور اب شیعوں کو شیعوں سے اور برادران اہلسنت کو اہلسنت سے لڑوا رہا ہے دونوں فرقوں میں مختلف انداز سے مزید فرقوں کو ایجاد کیا جا رہا ہے یہ شیعہ ہے، یہ مقصر ہے، یہ مولائی ہے، یہ سنی ہے، یہ وہابی ہے، یہ بریلوی ہے وغیرہ اور ہم دشمن کی سازش کو نہ سمجھتے ہوئے دانستہ یا نادانستہ طور پر ان کے آلہ کار بنے جا رہے ہیں، رہبر معظم گذشتہ چند سالوں سے اپنی متعدد تقاریر میں کہہ چکے ہیں کہ اس دور کی اہم ترین ضرورت بصیرت اور دشمن شناسی ہے آج دشمن باہر سے نہیں آ رہا ہے بلکہ وہ ہمارے درمیان ہے جو ہمارے جذبات سے، ہماری عقیدت سے کھلواڑ کر رہا ہے بالخصوص مذہبی مراسم کے ذریعہ وہ ہمارے درمیان اختلاف کے بیج بو رہا ہے، اس دور ترقی میں جہاں سوشل میڈیا کا کام ہی اختلاف کو ہوا دینا ہے اور بھی آسان ہوگیا، ایک چھوٹے سے مسئلہ کو سوشل میڈیا پر اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا خاصا سنجیدہ انسان جذباتی ہو جاتا ہے، حقیقت کچھ ہوتی ہے بنا کر کچھ پیش کر دیا جاتا ہے اور سادہ لوح عوام آپس میں لڑ پڑتے ہیں اور وہ بیٹھ کر تماشا دیکھتے ہیں، ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں ایک دوسرے کو کافر بنا دیتے ہیں حتی کہ خون بہانے، عزت و ناموس کو نیلام کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ سرمایہ ہمارا، جان ہماری، آل اولاد ہماری اور ان سب کا ریموٹ کنٹرول اغیار کے ہاتھوں میں۔ خدا جتنی نعمتوں سے ہم کو نوازتا تھا ہم اگر متحد ہوتے تو ساری دنیا ہماری ہوتی، ہمارے اشاروں پر چلتی مگر افسوس کہ ہم ہی دوسروں کے اشاروں پر چل رہے ہیں اس کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے محور سے ہٹ گئے ہیں جبکہ ہمارے پاس اتحاد و انسجام کے اتنے پلیٹ فارم ہیں کہ شاید ہی کسی قوم کے پاس ہوں۔

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۱۳

اس مقالے میں انھیں محور پر بحث کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس کے ذریعہ امت واحد متحد ہو سکتی ہے۔

کلیدی الفاظ: اتحاد، اختلاف، قرآن، رسول خدا، ائمہ طاہرینؑ.

آیئے دیکھتے ہیں کہ ہمارے وہ کونسے محور ہیں جن کے ذریعہ ہم امت مسلمہ کو متحد ہونا چاہیے لیکن ان محور پر بحث کرنے سے پہلے ایک دو امر پر سرسری روشنی ڈالنا ضروری ہے:

۱۔ اتحاد کے معنیٰ

لغت کے اعتبار سے تقریباً تمام اہل لغت نے ایک ہی معنی ذکر کئے ہیں: ایک ہونا، اجتماع، توافق، (فرہنگ معین، فرہنگ عمید، لغتنامہ دہخدا، مادہ اتحاد) الاتحاد: دو یا چند چیزوں کا ایک ہو جانا۔[۱]

اصطلاحی معنی: دو یا دو سے زیادہ چیزیں کسی ایک صفت، جگہ، نوعیت یا ان جیسے دیگر امور میں متفق ہو جائیں۔[۲] اتحاد اسلامی سے مراد

۱۔ مختلف اسلامی فرقوں کا مشترکات میں قریب آنا اور اسلام دشمن طاقتوں کے مقابلے میں متحد و متفق ہونا۔

۲۔ اصل مسلمات پر باقی رہتے ہوئے مشترکات پر جمع ہو جانا۔[۳]

۲۔ اتحاد اسلامی کی ضرورت کیوں

یہ بات مسلمات عقل و فطرت ہے کہ کوئی بھی ذی روح تنہا زندگی نہیں گزار سکتا خداوند متعال نے تخلیق آدم کے ساتھ ہی جناب حوا کو خلق کرکے بتادیا کہ تنہائی کی زندگی بے معنیٰ ہے دوسری طرف سنت الہیّہ ہے کہ ہر ذی روح ایک اجتماعی زندگی گذارے اور اس کی اجتماعی زندگی اس وقت کامیاب اور ترقی کر سکتی ہے جب ہم متحد ہو کر آگے بڑھیں، مثل مشہور ہے: ''اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا'' آج ہم دیکھتے ہیں کہ جنھوں نے بھی متحد ہو کر قدم آگے بڑھایا وہ کامیاب ہوا اور جس نے یہ خیال کیا کہ ہم تنہا کوہ ہمالیہ سر کرلیں گے وہ کسی مقام تک نہیں پہنچ سکا، انسان ہوں یا جانور سب ہی ایک اجتماعی زندگی کے محتاج ہیں اور اتحاد ہی ترقی کا راستہ ہے، للذا ہم

۱۔ مجمع البحرین طریحی، ج ۴، ص ۷۶ ۴؛ مفردات راغب، ص ۸۵۷

۲۔ معجم مقاییس اللغۃ، ابن فارس، ج ۶، ص ۹۰؛ لسان العرب، ابن منظور، ج ۳، ص ۴۴۹

۳۔ رہبر انقلاب اتحاد اسلامی کانفرنس سے خطاب ۲۴، ۷، ۱۳۶۸

دیکھتے ہیں اور عام زندگی میں محسوس کرتے ہیں کہ جہاں جہاں بھی انسان ہو یا جانور تنہائی کی طرف گیا وہیں سے اس کی تباہی اور بربادی شروع ہو گئی، ایک جانور کا شکار آسانی سے ہو جاتا ہے مگر جہاں دس بیس ایک ساتھ ہوں جنگل کا بادشاہ بھی کئی بار حملہ کرنے کو سوچتا ہے اسی طرح انسانی زندگی بھی ہے اگر دو بھائی متحد ہوں تو دشمن دس مرتبہ سوچے گا کہ کس طرح حملہ کیا جائے جبکہ وہی دو بھائی اگر متحد نہ ہوں تو جس کا دل چاہے گا وہی مار کر چلا جائے گا۔

گذشتہ ادوار سے زیادہ دور حاضر میں اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے بلکہ دور حاضر میں تو شاید اتحاد واجب کی حد تک ہو اس لئے کہ آج ساری دنیا اسلام کے خلاف متحد ہے آئے دن اسلام پر، مسلمین پر، قرآن و مقدسات اسلام پر حملے ہورہے ہیں، کل تک جب ہم متحد تھے تو یورپ تک اسلامی پرچم لہرارہا تھا مگر جوں ہی ہم افتراق کا شکار ہوئے ہر قوم ہم پر حملہ آور ہے۔

اتحاد، اللہ کی ایک ایسی مضبوط رسّی ہے جس کے ذریعہ ہم تسبیح کے دانوں کی طرح منسجم ہو کر دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں {وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ}[۱]، اتحاد، اختلاف کی موت اور مضبوطی کا نام ہے {وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا}[۲]

تفرقہ ڈالنے والوں سے اسلام اور سول اکرمؐ کا کوئی واسطہ نہیں ہے چاہے وہ اپنے آپ کو جتنا بڑا مسلمان بنا کر پیش کر رہا ہو، دنیا والوں کی نگاہ میں وہ کلید بردار کعبہ تو ہو سکتا ہے مگر نگاہ خدا اور نگاہ رسول میں وہ کچھ نہیں ہے {إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ}[۳]

''لڑاؤ اور حکومت کرو'' یہ مشرکین کا طریقہ کار ہے اور آج اسی فکر پر وہ حکومت کر رہے ہیں {وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً}[۴]

اسلامی اتحاد سے دشمن خوفزدہ ہے ایک قوم متحد ہوئی تو آج ساری دنیا کے لئے درد سر بن گئی ہے لہٰذا دشمن اس بات سے خوفزدہ ہے کہ اگر یہ سب متحد ہو گئے تو دنیا میں صرف اسلام کا بول بالا ہو گا اسی لئے مسلمانوں کو وہ

۱۔ آل عمران، ۱۰۳
۲۔انفال، ۴۶
۳۔انعام، ۱۵۹
۴۔روم، ۳۱۔۳۲

متحد نہیں ہونے دے رہے ہیں اور طرح طرح سے ایک دوسرے کو لڑانے میں لگے ہوئے ہیں، ان کی یہ سیاست ان کے خوف زدہ ہونے کی علامت ہے {وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ}[۱]

اتحاد و انسجام رحمت ہے جبکہ اختلاف و تفرقہ عذاب ہے "اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ"[۲] اتحاد سے ایک پر سکون معاشرہ قائم ہوتا ہے جہاں ایک دوسرے کا خیال رکھا جاتا ہے ایک دوسرے کے درد و غم کو بانٹا جاتا ہے، ایسا معاشرہ بنتا ہے جہاں صرف سکون ہی سکون ہوتا ہے (امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "تَوَاصَلُوا وَتَبَارُّوا وَتَرَاحَمُوا وَكُونُوا إِخْوَةً بَرَرَةً كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ"[۳]

آج باطل طاقتیں مسلمانوں کا مقدر طے کرتی ہیں ان سے نجات کا واحد راستہ "اتحاد اسلامی" ہے یہ وہ امور ہیں جو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، ایران میں ماضی میں کیا ہوتا رہا ہے اسلامی ممالک میں آج کیا ہو رہا ہے جو ان کی غلامی کرے وہ حکومت کا حقدار ہوگا، جو اُن کے مقابلے پہ آجائے یا تو حکومت ان سے چھین لی جاتی ہے یا پھر راستے سے ہی ہٹا دیا جاتا ہے اور یہ سب عدم اتحاد کی بناپر ہو رہا ہے رسول خداؐ فرماتے ہیں: "مَا اخْتَلَفَ أُمَّةٌ بَعْدَ نَبِيِّهَا إِلَّا ظَهَرَ بَاطِلُهَا عَلَى أَهْلِ حَقِّهَا"[۴]

رہبر معظم انقلاب نے اپنی تقریر میں اتحاد کی ضرورت پر تاکید کرتے ہوئے فرمایا: عالم اسلام اگر اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے متحد ہونا پڑے گا اس لئے کہ ہمارے پاس خدا کی دی ہوئی عظیم نعمتیں ہیں اور دنیا اس سے خوب واقف ہے اور وہ مادی دولت وثروت علمی معنوی میراث تیل و گیس کے ذخیرہ سے استفادہ کر رہی ہے اور ہم ہی کو آنکھ دکھا رہی ہے یہ ہمارا ہی خون بہا رہی ہے ہم ہی کو آپس میں لڑا رہی ہے جبکہ ہم اگر آج متحد ہو جائیں تو دنیا کی تمام بڑی طاقتیں قدموں پہ سجدہ ریز ہونگیں۔[۵]

۱۔ شوریٰ، ۱۳
۲۔ سنن ابن ابی عاصم، ج۱، ص ۱۰۴
۳۔ وسائل الشیعہ، ج۸، ص ۵۵۲
۴۔ کنز العمال، ح۹۲۹
۵۔ حکومت کے ذمہ داروں سے خطاب، ۱۳۸۸۲۴

محور اتحاد

پہلا محور: قرآن

قرآن مجید مسلمانوں کے پاس ہدیہ الٰہی ہے جسے تقریباً سب ہی مانتے ہیں اور یہ وہ ستون ہے جہاں عالم اسلام متحد ہوسکتا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ قرآن کو سب مانتے ہیں قرآن کی کوئی نہیں مانتا، قرآن نے اتحاد وانسجام کے تمام اصول بیان کر دیئے ہیں حتی کہ اتحاد و عدم کے اثرات تک بیان کر دیئے ہیں خود قرآن اتحاد کی وضاحت کرتے ہوئے اتحاد کو حبل اللہ سے تعبیر کر رہا ہے {وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللہ} اور پھر اختلاف و تفرقہ سے منع بھی بیان کر رہا ہے "وَلَا تَفَرَّقُوا"[۱]

ایک دوسرے مقام پر اتحاد کے آثار بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ "{وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیعاً وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللہِ عَلَیْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً} "اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے" [۲] جب خداوند تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرمارہا ہے کہ ہم نے محبت پیدا کر دی تو اب اس نعمت و الفت کو آج بھی بروئے کار لاکر ہم کو آپس میں متحد ہونا چاہتے تھے مگر افسوس کہ ہم نے فرامین کو قرآن کی طرح ہی بالائے طاق رکھ دیا اور حصول جاہ و دولت وثروت میں سب کچھ بھلا بیٹھے جبکہ ہم کو خدا نے نفس واحد سے خلق کیا تھا {خَلَقَكُمْ مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ} [۳] اور سب کی راہ و منزل بھی ایک ہے۔ {شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّینِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً وَالَّذِی أَوْحَیْنَا إِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهِ إِبْرَاهِیمَ وَمُوسَى وَعِیسَى أَنْ أَقِیمُوا الدِّینَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا} "اس نے تمہارے دین میں وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح کو کی ہے اور اے رسول ہم نے اس کی وحی تمہاری طرف بھی کی ہے اور ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو بھی وصیت کی ہے کہ دین کو قائم کرو اور اس میں افتراق پیدا نہ ہونے دو" [۴]

قرآن نے اتحاد کی بات کو جگہ جگہ پر مختلف انداز سے بیان کیا ہے مثلاً ارشاد ہوتا ہے: {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِیَعْبُدُونِ} "مقصد حیات کو بھی جوڑ کر رکھا ہے کہ ہم نے تم کو عبادت کے لئے خلق کیا ہے" [۵] عبادت کیا صرف نماز، روزہ، حج کا نام ہے ہرگز نہیں بلکہ مفہوم عبادت کا دائرہ بہت وسیع ہے ہر وہ فعل جو خدا کے لئے ہو

۱۔ آل عمران، ۱۰۳
۲۔ آل عمران، ۱۰۳
۳۔ سورہ نساء، آیت ۱
۴۔ شوریٰ، آیت ۱۳
۵۔ سورہ ذاریات، آیت ۵۶

وہ عبادت ہے آج اتحاد برقرار رکھنا اتحاد رکھنا اتحاد کے لئے کوشش کرنا اور مختلف فرق و مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر لانا اہم ترین عبادت ہے۔

اسلام نے اخلاقی اقدار کو بہت اہمیت دی ہے اور اخلاق اسلامی میں اجتماعی فوائد کو ذاتی فائدے پر ترجیح دی گئی ہے مسلمان اگر اسی اصل کو قبول کرلے اور اسی راہ پر چل پڑے کہ اپنے ذاتی مفادات کو اجتماعی مفادات کے لئے کردے گا تو اتحاد کے بہت سے راستے خود بخود ہموار ہو جائیں گے اور ایسے لوگ آج بھی پائے جاتے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں کہ جمہوریہ اسلامی ایران کے خلاف بعض اسلامی ملک مسلسل سازشیں کر رہے ہیں مگر اسلامی جمہوریہ ایران اپنے ذاتی مفاد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے اپنے مفادات کو قربان کر رہا ہے، یہ وہی ایثار و قربانی ہے جو اہلبیت طاہرینؑ سے درس کے طور پر انہوں نے لیا اور قرآن نے اہلبیت کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا: {وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ} ''یہ وہ ہیں جو اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرتے ہیں چاہے انہیں کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو۔'[1] یہ خود بھوکے رہتے ہیں سائل کو روٹی دیدیتے ہیں اور کسی قسم کا بدلہ بھی نہیں چاہتے {إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا}[2] آج اگر تمام عالم اسلام ایران کی طرح اہلبیت کی پیروی کر لیتے تو سارا مسئلہ ہی حل تھا اس لئے کہ اہلبیت طاہرینؑ کی ذات ہر زمانے کے لئے آئیڈیل نمونہ اور اسوہ ہے اور بہت ہی وضوح کے ساتھ دنیا دیکھ رہی ہے کہ جنھوں اہلبیت کی پیروی کی اور ان کا دامن پکڑ لیا وہ قوم آج سربلند و سرخرو ہے دنیا کی بڑی بڑی طاقت ان سے لرز رہی ہے، خوفزدہ ہے۔

اسلام نے اخلاق کی جو تاکید کی ہے اگر اس پر واقعی عمل کیا جائے تو معاشرہ کی اکثر مشکلات خود بخود حل ہو جائیں، اختلاف اور عدم اتحاد کی ایک اہم ترین وجہ خود پسندی خود کو دوسروں سے برتر سمجھنا ہے۔ قرآن نے معیار فضیلت بیان کرکے برتری اور خود پسندی کے دنیاوی سارے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ پہلا اور بنیادی معیار جو قرآن نے بتایا ہے وہ تقویٰ جو کہ کلیدی حیثیت رکھتا ہے اگر انسان اسی کو معیار بنالے تو ساری مشکلات خود بخود حل ہو جائیں گی {إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ}۔[3]

۱۔ سورہ حشر، آیت ۹
۲۔ سورہ دہر، آیت ۹
۳۔ سورہ حجرات، آیت ۱۳

دوسرا معیار برتری قرآن نے علم کو قرار دیا ہے {هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ} [۱] عالم اسلام کی سب سے بڑی مصیبت جہالت ہے جو اسلام علم کو اتنی اہمیت دیتا ہے آج اسی کے ماننے والے سب سے زیادہ جاہل ہیں اور اختلاف کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک وجہ جہالت ہے، دشمن ہماری جہالت سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرتا ہے۔

اسلام نے اس کے علاوہ اور بھی معیار فضیلت بیان کئے ہیں جس کی اس مقالے میں گنجائش نہیں ہے، اہل ذوق افراد اخلاقی کتب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں بہر حال اسلام اتحاد کا اتنا بڑا علمبردار ہے کہ ساری دنیا کے مذاہب کو دعوت دے رہا ہے {قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا} ''اے رسول آپ کہہ دیجیے کہ اہل کتاب آؤ ایک کلمہ پر متفق ہو جائیں کہ خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کا شریک قرار نہ دیں''۔[۲]

اسلام چاہتا ہے کہ نوع بشر آپس میں متحد رہے اور ایک خوشحالی زندگی گزارے مگر افسوس کہ آج چند ملک کے کچھ شیطان افراد اپنی سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ساری دنیا کو اختلاف کی آگ میں جلا رہے ہیں۔

دوسرا محور: ذات ختمی مرتبت

اتحاد وانسجام کا دوسرا اور اہم محور رسول خداؐ کی ذات گرامی ہے یوں تو سارے انبیاء اتحاد کا محور رہے ہیں اس لئے کہ تمام انبیاء کا پیغام ایک تھا انہیں خدا نے یکتا پرستی اور طاغوت سے بیزاری کے لئے مبعوث کیا تھا جو کہ اتحاد کا اہم ترین پہلو ہے تمام اسلامی فرقے ذات رسولؐ خدا پر متفق ہیں للذا آپ کی ذات والا صفات کو محور بنا کر امت، امت واحدہ بن سکتی ہے قرآن مجید میں متعدد آیات آپ کی اطاعت کے سلسلے میں موجود ہیں اور اسی اتحاد و پیروی اور آپ کی ذات پر ایمان سے اتحاد قائم ہو سکتا ہے، قرآن مجید صاف لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ} ''اے ایمان والو خدا اور رسول کی دعوت کی پر لبیک کہو جب وہ تمہیں کسی ایسی چیز کی طرف دعوت دیں جو تمہارے لئے حیات بخش ہو''[۳] ظاہر سی بات ہے کہ خدا اور رسول خداؐ کی دعوت کا ایک اہم اور بنیادی پہلو نوع بشر خاص کر مسلمانوں کا اتحاد ہے جو در حقیقت کل بھی مسلمانوں

۱۔ سورہ زمر، آیت ۹
۲۔ آل عمران، آیت ۶۴
۳۔ سورہ انفال، آیت ۲۴

کے لئے باعث حیات تھا اور آج بھی حیات بخش ہے بلکہ آج تو سب سے زیادہ اتحاد کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان حیات نو حاصل کرسکیں۔

دوسری وہ آیات قرآن جو رسول خدا (ص) کی اطاعت کا حکم دے رہی ہیں اور عدم اطاعت کے نتیجہ میں قرآن انھیں کافر کہہ رہا ہے یہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ذات رسول خدا (ص) مرکز و محور اتحاد ہیں اس لئے کہ آیت میں حکم عام ہے کسی قوم قبیلے یا فرقے سے آیت مخاطب نہیں ہے {قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ}[1]؛ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ}[2] ان آیات کا لحن تو یہی ہے کہ اگر ایسا نہیں کیا تو کافر ہو جاؤ گے جبکہ اطاعت کا نتیجہ میں رحم و کرم کے زمرے میں داخل ہو جاؤ گے {وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ}[3]؛ {وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ}[4]

اس کے علاوہ اس آیت میں تو اختلاف کی صورت میں آپ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا جارہا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ[5] اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ذات رسولؐ اتحاد کا مرکز ہے۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی دامت برکاتہ نے اتحاد اسلامی کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر دور میں ذات رسول مسلمانوں کے لئے اتحاد کا عظیم سرمایہ اور مرکز رہا ہے اور آج بھی ہو سکتا ہے بلکہ ہے کیونکہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ رسول خدا (ص) سے عشق و محبت اور جذبات سے جڑا ہوا ہے اور آنحضرت تمام مسلمانوں کے عقائد کا محور و مرکز ہیں اور یہی مرکزیت مسلمانوں کے دلوں میں انس و الفت اور اسلامی فرقوں کی قربت کا موجب ہے۔[6] آج اگر تمام عالم اسلام سیرت اخلاق نبویؐ کو اپنا لے تو تمام مسائل خود بخود حل ہو جائیں دور حاضر میں ذات رسول خداؐ پر سب سے زیادہ حملہ ہو رہا ہے کہیں توہین کی جارہی ہے کہیں کارٹون بنایا جارہا

۱۔ آل عمران، آیت ۳۲
۲۔ سورہ انفال، آیت ۲۰
۳۔ آل عمران، آیت ۱۳۲
۴۔ سورہ نور، آیت ۵۶
۵۔ سورہ نساء، آیت ۵۹
۶۔ کانفرس اتحاد اسلامی تہران، ۲۴، ۷، ۱۳۶۸

ہے اس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہو کہ ذات رسولؐ کو ہی مخدوش بنا دیا جائے تا کہ لوگ اس ذات پر متحد ہی نہ ہو سکیں البتہ دشمن کا اصل ہدف غیر مسلم افراد کو اسلام ، اخلاق اور سیرت رسول سے دور رکھنا ہے۔

نہج البلاغہ میں مولائے کائنات کے بہت سے بیانات اسی بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ ذات نبی اکرمؐ اتحاد کا مرکز ہے۔ آپ فرماتے ہیں: بعثت کے وقت اہل زمین مختلف مذہب، الگ الگ خواہشات اور مختلف راستوں پر گامزن تھے، خداوند تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ لوگوں کو گمراہی سے نجات دی اور جہالت سے باہر نکالا۔[۱]

نکالا۔[۱]

ایک مقام آپ نے اس طرح فرمایا: رسول خداؐ نے احکام الٰہیہ اور خدا کے پیغام کو لوگوں تک واضح طریقہ سے پہنچایا، اللہ نے آپ کے ذریعہ بکھرے ہوئے لوگوں کو جمع کیا، شگاف کو پر کیا، رشتہ داریوں میں جو صدیوں سے اختلاف چلے آرہے تھے انھیں ختم کیا، دشمنیوں کو محبت میں بدل دیا[۲]۔ جنگ صفین کے دوران آپ نے ایک خط میں تحریر فرمایا کہ جب ہم لوگوں کے اساسی عقائد ایک ہیں جس میں عقیدہ توحید اور نبوت سرفہرست ہے تو پھر اختلاف و انتشار کا کیا مطلب ہے۔[۳]

دنیا ہمارے انہیں بنیادی عقائد سے خوفزدہ ہے جو ہم کو تسبیح کے دانوں کی طرح منسجم کئے ہوئے ہے اور اس اتحاد کو توڑنے کی انتھک کوشش کل بھی کی گئی اور آج بھی جاری ہے۔ برطانوی حکومت کا ایک اہم رکن گلیڈسٹون نے برطانیہ اسمبلی میں ایک تقریر میں کہا تھا کہ جب تک مسلمانوں کے درمیان قرآن پڑھا جاتا رہے گا کعبہ کا احترام باقی رہے گا، لوگ حج کرنے جاتے رہیں گے، روزانہ پانچ مرتبہ محمد کا نام اذان میں احترام سے لیا جاتا رہے گا عیسائی مذہب کو خطرہ لاحق رہے گا للذا تم پر لازم ہے کہ اس عظیم سرمایہ کو نابود کرو، قرآن کو جلاؤ، کعبہ کی حرمت کو پامال کردو، اذان سے نام محمد کو نکالنے کی سازش تیار کرو[۴]۔

دشمن کو خوب معلوم ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف کہاں کہاں سے ڈالا جا سکتا ہے للذا ان کے بڑے بڑے دماغ اسی کام پر لگائے گئے ہیں کروڑوں ڈالر اور پونڈ اسی مقصد کے لئے خرچ ہو رہے ہیں اور افسوس تو اس وقت ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسی کام میں مملکت کے سربراہ بھی لگے ہوئے ہیں، آج بعض اسلامی

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۳۳
۲۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۳
۳۔ مکتوب، ۵۸
۴۔ اسرار پیشرفت مسلمین، ص ۲۴۱

ممالک میں وہ کام انجام دیئے جارہے ہیں جو خلاف شریعت ومذہب ہیں مکّے میں اب تو وہ ہو رہا ہے جو کبھی نہیں ہوا تھا حرمت کعبہ کو پامال کیا جارہا ہے، نبی اکرم (ص) کی توہین کی جارہی ہے، مقدسات اسلام و مسلمین کو نشانہ بنایا جارہاہے اور اس کی اہم ترین وجہ عدم اتحاد ہے۔

تیسرا محور: اسلام

اتحاد اسلامی کا اہم ترین اور بنیادی و اساسی رکن اسلام ہے اللہ نے چاہا کہ اس کی مخلوق اس کی پرستش کرے للذا اس نے ایک دین بنام اسلام بھیجا تاکہ لوگ اس نام پر متحد ہو جائیں، رسول خدا (ص) چونکہ خاتم النبیین تھے للذا وہی اسلام دین کو لے کر آئے تاکہ تمام امت ایک پلیٹ فارم پر آجائے اور لوگوں نے اسے قبول بھی کیا ایک مختصر سی مدت میں اسلام جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر ساری دنیا میں پھیلنے لگا بس ہوا و ہوس کے ٹھیکیداروں کو اپنی کرسی لرزہ براندام ہوتی نظر آئی للذا مختلف انداز سے سازش کرنے لگے ادھر رسول خداﷺ نے ان کی سازش کو اخوت و برادری کے ذریعہ نقش بر آب کر دیا مگر دشمن مایوس نہیں ہوا اس نے سازشی ٹولے سے سازش شروع کی جو چند نام کے مسلمانوں کے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔

باریک بین انسان اگر تاریخ کا غور سے مطالعہ کرے تو اس کے لئے واضح ہو جاتا ہے کہ واقعہ سقیفہ میں داخلی ہاتھ کے ساتھ ساتھ خارجی ہاتھ بھی تھا جس نے امت واحدہ کو مختلف فرقوں میں بانٹ کر رکھ دیا اور عدم اتحاد آج اسی کا نتیجہ ہے۔

اسی دین کو "حبل خدا" سے تعبیر کیا گیا اور امت مسلمہ اگر اس "حبل خدا" سے متصل ہو جاتی تو دنیا کی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی تھی مگر کیا کیا جائے کہ شیطان صورت بدل بدل کر اس حبل خدا کو نقصان پہچاتا رہا اور آج ہم نے اس حبل خدا کے اتنے ٹکڑے کر دیئے کہ اتحاد و انسجام شرمندہ تعبیر ہو کر رہ گیا۔ اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے اگر امت واحدہ، اخلاص کے ساتھ اسلام کے نام پر جمع ہو جائے تو کامیابیوں اور ترقی کی ساری منزلیں طے کر سکتے ہیں اور ہمارے سامنے اسلامی جمہوریہ ایران کی زندہ مثال موجود ہے اور ہزارہا پابندیوں اور بائیکاٹ کے باوجود یہ قوم ترقی کے ان منازل کو طے کر رہی ہے کہ دنیا انگشت بدنداں ہے۔

چوتھا محور: اہلبیت طاہرینؑ

ذات رسول خدا (ص) کے بعد جن ذوات قدسیہ پر امت جمع ہو سکتی ہے وہ اہلبیت طاہرینؑ کی ذات ہے اگر امت رسول خدا (ص) کی وفات کے بعد در اہلبیتؑ سے وابستہ ہو جاتی تو آج مسلمانوں کو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا، اہلبیتؑ

جن کو رسول خدا (ص) نے قرآن کے ساتھ ساتھ پہچنوایا اور ان سے تمسک کی سفارش کی اور ان کی قیادت و رہبری کو امت کی ہدایت کا ذریعہ بتایا قرآن و سنت نیز عقل کی روشنی میں یہ بات مسلم ہے کہ کسی بھی قوم و ملت کو متحد و منسجم کرنے کے لئے قیادت و رہبری کی کیا اہمیت ہے خود امیر بیان کا کلام ہے کہ کسی بھی ملک میں ایک رہبر و قائد کی مثال تسبیح کے اس دھاگے کی ہے جو مہروں کو متحد کرکے آپس میں ملاتا ہے اور اگر وہ ٹوٹ جائے تو سارا سلسلہ ہی ٹوٹ کر رہ جاتا ہے۔[۱]

خود مولائے کائنات نے اپنی ذات کے لئے فرمایا ہے کہ میں اس امر خلافت میں چکی کے اس محور کی مانند ہوں جس کے ارد گرد چکی چلتی ہے۔ امام کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ امت کو میرے ارد گرد ہونا چاہیئے تھا مگر لوگوں نے اسے لباس سمجھ کر زبردستی پہن لیا نتیجہ یہ ہوا کہ امت مختلف حصوں میں بٹ گئی۔[۲]

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ اہلبیت طاہرینؑ کی ذات تمام فرق اسلامی کے نزدیک قابل احترام ہے اور وہ انہیں معارف کے واقعی عالم، زاہد و متقی مانتے ہیں جن کے یہاں ہوا و ہوس نہیں ہے جن کا ہر فعل خدا کے لئے ہوتا ہے اور اسے سب تسلیم بھی کرتے ہیں تو پھر ایسی ذات پر اتفاق آسان ہے۔

رہبر انقلاب اسلامی نے حرم امام رضا علیہ السلام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''اہلبیت طاہرینؑ کے نام پر عالم اسلام کو متحد کیا جاسکتا ہے، آج یہ عظیم موقع مسلمانوں کے لئے فراہم ہے خاص کر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے عمل میں مذہب اہلبیتؑ کو اپنا رکھا ہے اور ایمان و عمل سے ان سے متمسک ہیں اور بہت سے افراد ایسے تھے جو سنّیوں کی طرح امام صادق علیہ السلام کی امامت کے قائل نہیں تھے لیکن آپ کے حلقہ درس سے استفادہ کرتے تھے ہماری کتب روائی میں بہت ایسی روایت موجود ہیں جن کے راوی برادران اہلسنت ہیں لیکن روایت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم اسلام اہلبیتؑ کے معارف اور امام صادق علیہ السلام نیز دیگر آئمہ اطہار کی تعلیمات جاننے کے محتاج ہیں۔ لہٰذا اس نقطہ نگاہ سے بھی مختلف طبقات اور پوری امت اسلامیہ کو جمع کیا جاسکتا ہے اس لئے ضروری امر یہ ہے کہ آپس میں کینہ، بغض، حسد سے دوری کی جائے اور معارف اہلبیتؑ کے ذریعہ امت کو اللہ کی رسی سے جوڑ دیا جائے ہم جس اتحاد کی بات کرتے ہیں وہ یہی اتحاد ہے۔[۳]

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۴۶

۲۔ پیام امام، خطبہ شقشقیہ، ۳۲۳

۳۔ حرم امام رضا علیہ السلام میں خطاب، ۱،۱، ۱۳۸۷

حضرت علی علیہ السلام کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو آپ نے اتحاد و انسجام کے لئے کتنی بڑی بڑی قربانی دی ہے اپنے حق مسلم سے کنارہ کشی اختیار کی حکمیت کو بادل نخواستہ قبول کیا، ابوسفیان کے مشورہ کو ٹھکرا دیا، خلفاء کے ساتھ مدارا کیا، ان کو مشورے دیئے تاکہ امت واحدہ میں اختلاف نہ ہونے پائے، امت متحد رہے مگر آج دشمن نے ذات علیؑ کو ہی اختلاف کا ذریعہ بنادیا، رہبر انقلاب نے اپنی تقریر میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''دشمنان اسلام چاہتے ہیں کہ مسلمان فرقوں کے درمیان حضرت علیؑ کے ذریعہ سے جو کہ خود اتحاد کا وسیلہ ہیں پھوٹ ڈال دیں، ایسے شرپسندوں سے امت مسلمہ سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔[۱]

مولائے کائنات کی ذات واقعاً کل بھی مظلوم تھی اور آج بھی مظلوم ہے حقیقت کی نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو آپ نے وہ کردار ادا کیا ہے جو صرف آپ کی ذات ہی کرسکتی تھی اپنے حق مسلم سے دستبرداری کوئی کھیل تماشا نہیں تھا مگر آپ نے امت کی وحدت کے لئے تحمل کیا۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو اس بات کا قلق تھا چونکہ لوگ اصل محور سے دور ہوگئے تھے، آپ قبر نبی پر بیٹھ کر گریہ کررہی تھی ابن لبید نامی ایک صحابی کا ادھر سے گذر ہوا انہوں نے کچھ تسلی و تشفی کے الفاظ کہے تو آپ نے فرمایا: ابن لبید میرا گریہ در حقیقت اس لئے ہے کہ امت اپنے محور و مرکز سے دور ہوگئی ہے جس کا نتیجہ صرف گمراہی، اختلاف اور تفرقہ ہے (رنج ہای حضرت زہرا، ص۲۸۰) آپ نے اپنے خطبہ میں بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ''طَاعَتَنَا نِظَاماً لِلْمِلَّةِ، وَإِمَامَتَنَا أَمَاناً مِنَ الْفُرْقَة''[۲] ہماری پیروی اور اطاعت امت کو منظّم کرتی ہے اور ہماری امامت اتحاد کا سبب ہے۔[۳]

اہلبیت طاہرینؑ کے سلسلے میں ایک ایسا مشترک نقطہ جس کا تمام عالم اسلام قائل ہے وہ ہے اہلبیت طاہرینؑ کا ''علم''۔ در اہلبیت ہر دور میں علمی مرکز رہا ہے اور لوگوں نے اس در پہ آکر اپنی علمی پیاس بجھائی ہے لہذا اس نقطہ پر بھی امت مسلمہ کو جمع کیا جاسکتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ علوم و معارف و بیان احکام الٰہیہ میں اہلبیت علیہم السلام قرآن کے شریک قرار دیئے گئے ہیں حدیث ثقلین نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔[۴] بزرگان امت، مسلمان شخصیات، خلفائے راشدین، اسلامی مذاہب کے چاروں، امام ائمہ اثنا عشر کی علمی مرجعیت کے قائل

۱۔ ۱۳ رجب کو خطاب، ۱۵، ۴، ۱۳۸۸

۲۔ بحار الانوار، ج ۲۹، ص ۲۲۳

۳۔ شرح خطبہ سیدہ زہرا، عزالدین زنجانی، ص ۳۶۵؛ کشف الغمہ، ج ۳، ص ۱۰۹

۴۔ صواعق محرقہ، ابن حجر مکی، ص ۷۵؛ کنز العمال، علی متقی، ج ۱، ص ۷۴

تھے اور جب بھی انہیں ضرورت پڑی آپ کی طرف رجوع کیا، آپ نے تمام تر زیادتیوں کے باوجود اتحاد امت کے لئے اپنے ذاتی مفادات کو بھول کر ان کی مدد فرمائی۔

خود رسول خدا (ص) سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ ''النُّجُومُ أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي'' ستارے آسمان کے لئے امان ہیں اور میرے اہلبیت وقت اختلاف زمین والوں کے لئے امان ہیں[1] یعنی رسول خدا (ص) فرمارہے ہیں جب بھی تمہارے درمیان اختلاف ہو تو میرے اہلبیتؑ کی پناہ میں آ جاؤ وہ مرکز اتحاد ہیں۔

اجتماعی اور مشترک زندگی کے لئے ائمہ طاہرینؑ کے فرامین پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ کس طرح امت کو جوڑنے کی فکر تھی کو، کہیں فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ کہیں فرمایا: صلاح ذات البین تمام نماز و روزے سے افضل ہے، کہیں فرمایا ایک مومن کا دوسرے پر کمترین حق یہ ہے کہ اس کی ضرورتوں کو خود پر مقدم رکھے۔ کہیں فرمایا: اتحاد رحمت ہے۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے: سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں کسی کو کسی پر برتری نہیں ہے سوائے تقویٰ کے۔ کہیں فرمایا: مومن مومن کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔ کہیں فرمایا: جو مومنوں کے درمیان اختلاف پیدا کرے وہ جہالت کی موت مرے گا۔ کہیں فرمایا: دو مومن کے درمیان اتحاد کرانا خدا کے نزدیک بہترین تحفہ ہے، کہیں یہ ارشاد ہوتا ہے: ایک دوسرے کے ساتھ عفو و بخشش کرو، ایک دوسرے کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ، ایک دوسرے کی مدد کرو، ایک دوسرے سے محبت سے پیش آؤ، وغیرہ۔ اس قسم کی ہزاروں حدیث ائمہ طاہرینؑ سے نقل ہوئی ہیں اور ان سب کی بازگشت اتحاد و انسجام کی طرف ہوتی ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے اتحاد ایک بڑے اتحاد کی راہ ہموار کرتے ہیں اگر ایسا ماحول یا ایسا معاشرہ بن جائے جو کہ اسلام چاہتا ہے تو مسلمان وہ طاقت بن کے ابھرے گا کہ ساری دنیا اپنی تمام تر طاقت و اسلحہ و شیطانی سازش کے بعد بھی مسلمانوں کے آگے سجدہ ریز ہو گی۔[2]

۱۔ مستدرک حاکم، ج۳، ص۱۴۹

۲۔ حوالہ جات احادیث بالا: ترمذی، ج۲، ص۲۱۸؛ کافی، ج۴، ص۵۱؛ ج۲، ص۲۰۹، ج۱، ص۴۰۳؛ نہج الفصاحہ، ح۲۳؛ کنزالعمال، ج۶، ص۱۴۹؛ صحیح مسلم، ج۴، ص۱۹۹

اتحاد وعدم اتحاد کے مثبت اور منفی اثرات

مذکورہ اتحاد کے محور کے تناظر میں اتحاد اور عدم اتحاد کے مثبت اور منفی پہلو سامنے آتے ہیں اگر ہم ان محور سے منسلک رہے تو دنیا میں سرافراز ہوں گے اور جہاں جہاں ان محور سے ہٹے ذلیل و رسوا ہوں گے ہم اس سلسلہ میں چند نمونے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ محسوس کر سکیں کہ مذکورہ محور کی کیا اہمیت ہے۔

مولائے کائنات امیر بیان نے نہج البلاغہ میں بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ گذشتہ امتیں جب تک حبل اللہ سے منسلک رہیں ترقی کی راہ پر گامزن تھیں اور جب مادیات کی طرف مائل ہوئے اور خدا کو بھلا بیٹھے تو سوائے رسوائی اور ذلت کے کچھ ہاتھ نہ آیا اللہ نے عزت و بزرگی ان سے چھین لی اور ذلت و رسوائی ان کے دامن گیر ہو گئی، قیصر کسریٰ ان کے آپسی اختلافات کی بنا پر مسلط ہو گئے خداوند تعالیٰ نے رسول خداؐ اور اسلام کے ذریعہ اولاد حضرت اسماعیل کو متحد کیا اور سب کو ایک دوسرے کا بھائی بنادیا اور جب تک امت، اسلام اور رسول خدا (ص) کے نام پر متحد رہی کامیاب و کامران رہی مگر جیسے ہی آپس میں اختلاف شروع ہوا اور مسلمان مختلف گروہ میں بٹ گئے تو ذلت و خواری ان کا مقدر بن گئی۔[1]

عصر رسول خدا (ص) میں اتحاد کے مثبت و منفی اثرات

مدینہ میں رہنے والے قبائل عرصہ دراز سے باہم اختلافی زندگی گذار رہے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں نے ان پر سیاسی غلبہ حاصل کر لیا، مگر رسول خداؐ نے جب ہجرت کی اور اس کے بعد مدینہ آئے تو ان کے درمیان اخوت و برادری کا معاہدہ قائم کیا۔[2]

دشمنوں نے اس درمیان انھیں قبائل اور مہاجر و انصار کے درمیان اختلاف ڈالنے کی بہت کوشش کی مگر رسول خدا (ص) کی حسن تدبیر نے ان کے اس حربے کو نقش برآب کر دیا اور مسلمانوں کے درمیان اخوت و برادری کا معاہدہ قائم کر دیا تاکہ مسلمان متحد رہ سکیں۔[3]

اس اتحاد وانسجام کی وجہ سے جنگ بدر میں اسلامی فوج کی تعداد نہایت کم ہونے کے باوجود مسلمانوں کو فتح و ظفر حاصل ہوئی جبکہ احد میں ایک ہزار کا لشکر ہونے کے باوجود شکست سے دوچار ہونا پڑا۔[1]

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۵

۲۔ سیرہ ابن ہشام، ج ا، ص ۵۰۱

۳۔ حیات پیغمبر، محمد حسین ہیکل، ص ۱۷۷

عصر خلفاء

رسول خدا (ص) کی وفات کے بعد امت شدید اختلاف سے دوچار ہو کر چند دھڑوں میں بٹ گئی اور یہی تاریخ اسلام وہ اہم ترین دور تھا جس نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا، امت واحد اس کے بعد سے بٹتی ہی چلی گئی، امام علی علیہ السلام جو رسول خدا کے بعد محور و مرکز تھے ان سے دنیا والوں نے کنارہ کشی اختیار کی مگر آپ نے اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اپنے حق مسلم سے چشم پوشی کی بلکہ اتحاد اسلامی کو بچائے رکھنے کے لئے خاموش زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا حتی کہ جب جب دست خلافت نے دست حمایت واکیا آپ نے کشادہ دلی سے ان کی مدد بھی مدد بھی کی مشورے بھی دیئے اور خلیفہ اول کی موجودگی میں جو لوگ آپ کے ہاتھوں پر بیعت کرنے کے لئے آئے تھے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے لوگو فتنے کی موجوں کو سفینہ اتحاد میں دفن کردو ورنہ اختلاف و پراکندی کی راہ سے دور ہو جاؤگے، باہمی تفاخر اور برتری کے تاج کو اتار دو۔ [۲]

آپ کی شخصیت اس سے کہیں بالاتر تھی کہ آپ دنیاوی عہدہ و منصب کے لئے اپنے سے کمتر افراد کے مقابلے میں آجائیں اور دنیا کو یہ کہنے کا بہانہ مل جائے کہ علی کہ وجہ سے امت مسلمہ میں اختلاف پیدا ہوگیا، آپ منصب الٰہی کے عہدہ دار تھے دنیاوی منصب کی حیثیت ہی کیا تھی دنیاوی منصب و حکومت آپ کی نگاہوں میں آپ کی پیوند دار جوتی سے پست تھی، آپ کے اسی کردار اور صبر نے اسلام کو اتنی قوت عطا کی کہ مسلمان متحد ہو کر جزیرہ نمائے عرب سے باہر اسلام کو لے گئے اور روم و فارس کا ستارہ بجھنے لگا، مصر و عراق فلسطین وغیرہ پر اسلام کا قبضہ ہوا اور اسلامی سرزمین کی وسعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ظاہر ہے کہ ان فتوحات میں مولائے کائنات کا اہم کردار رہا ہے اگر آپ نے سکوت اختیار نہ کیا ہوتا اور صبر کا مظاہرہ نہ ہوا ہوتا تو نہ یہ اتحاد وجود میں آتا، نہ اسلام کی فتوحات میں اضافہ ہوتا، صرف سکوت ہی نہیں بلکہ وقتاً فوقتاً آپ نے مفید اور کامیاب مشوروں سے بھی نوازا تا کہ اسلام ترقی کرسکے مگر یہی امت، جب مجبور ہو کر راہ راست پہ آئی اور آپ کے مسلسل انکار اور امت کے مسلسل اصرار پہ آپ نے ظاہری خلافت کو سنبھالا تو وہی لوگ جنہوں نے اصرار کرکے بیعت کی تھی وہی مخالف ہوگئے اور ایسا ماحول پیدا کردیا کہ مولائے کائنات داخلی امور کو سنبھالنے میں مصروف ہوگئے۔ اے کاش امت نے یہ بے وفائی نہ کی ہوتی تو آج پتہ نہیں اسلام کہاں ہوتا اور اسلام کی کتنی ترقی ہوتی، مختصر مدت کے لئے ہی سہی لیکن حکومت عادل حکمران کے ہاتھ میں آئی پسماندہ، اور معاشرے کے کچلے ہوئے افراد کو ان کے

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۱۴۔۱۵؛ تاریخ اسلام، ذہبی، ج ۲، ص ۵۴؛ مغازی واقدی، ج ۱، ص ۲۱۳؛ طبری، ج ۲، ص ۵۱۴؛ سیرہ ابن ہشام، ج ۲، ص ۱۲۹

۲۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۵

حقوق ملے، زور گو اور غاصبین سے حقوق واپس لئے گئے۔ معنویات میں اضافہ ہوا مگر جو ترقی اور پیشرفت ہونی چاہیے تھی اس کی مہلت مولا علیؑ کو نہیں دی گئی اور آپ کی مختصر حکومت میں آپ کو داخلی جنگوں میں الجھائے رکھا گیا ان سب کے باوجود تاریخ انسانیت میں یہ پانچ سال سے کم کی مدت حکومت کو روئے زمین پر عادل ترین حکومت مانا گیا، اسے تاریخ اسلام کا درخشاں دور قبول کیا گیا[1]

عصر اموی

یہ تاریخ اسلام کا بدترین اور سیاہ ترین دور ہے جہاں خلیفہ راشد امام علی علیہ السلام کو مدتوں مسجد کے منبروں سے سب وشتم کیا گیا جبکہ آپ نے ان حالات میں بھی اپنی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا اور دشمنوں کے ساتھ بھی وہ سلوک نہیں کیا جس کے وہ حقدار تھے بلکہ آپ نے اتحاد کی خاطر یہاں تک فرمایا کہ ہماری جنگ ایک دوسرے کے ساتھ اس لئے نہیں تھی کہ ہم ایک دوسرے کو کافر کہیں بلکہ ہماری جنگ اس لئے تھی کہ ہم حق پر تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ حق پر ہیں۔[2]

حتی کہ بعض چاہنے والوں کے سلسلے میں جب آپ نے سنا کہ وہ معاویہ پر لعن وطعن کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''إِنِّي أَكْرَهُ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا سَبَّابِين''؛ مجھے پسند نہیں کہ میرے چاہنے والے کسی کو گالیاں دیں۔[3]

اس کردار کے باوجود جب بنی امیہ کے ہاتھ حکومت لگی تو انھوں نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دئے، محب علی ہونا جرم بن گیا اور لوگ طرح طرح کے ظلم وستم کا شکار ہوئے، اس حرکت اور طریقہ کار نے مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو پاش پاش کر دیا۔ایک خاص طبقہ جن کا تعلق بنی امیہ سے تھا بس وہی رفاہیات سے استفادہ کر رہے تھے۔

دوسری اور اہم وجہ جو اس دور میں اتحاد کے لئے خطرناک ثابت ہوئی وہ یزید کی ولیعہدی کا مسئلہ تھا جس نے خود ان کے درمیان بھی اختلاف کو ایجاد کر دیا اور مسلمانوں میں مختلف گروہ بن کر سامنے آئے، یزید جیسے فاسق وفاجر کو مسلمانوں کا خلیفہ بنا کر تخت خلافت پر بٹھادیا گیا جس نے اپنے تین سال کی مدت حکومت میں ایسے کام کئے کہ

۱۔الفتوح، اعثم کوفی، ج۱، ص۹۷؛ الارشاد، مفید، ص۱۰۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۳۰۸؛ طبری، ج۳، ص۳۰۹؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۸۴؛ الطبقات الطبری، ج۳، ص۳۴۲؛ اسباب الاشراف، ج۲، ص۱۴۱؛ تاریخ یعقوبی، ج۲، ص۱۸۳

۲۔قرب الاسناد، حمیری، ص۴۵

۳۔نہج البلاغہ، خطبہ ۲۰۶

تاریخ آج بھی شرمندہ ہے۔ واقعہ کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت، مسجد نبوی پر حملہ، خانہ کعبہ پر حملہ وغیرہ تاریخ کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں۔[۱]

عصر اموی میں اختلافات کی بناء پر اسلام کی پیشرفت کو بہت نقصان پہنچا جس کا تجزیہ کرتے ہوئے سید محمد رشید رضا نے اپنی تفسیر "المنار" میں جرمنی کے ایک سرکردہ دانشور کا مسلمانوں کے درمیان کہا گیا قول نقل کیا کہ "ہم کو میدان برلن میں معاویہ کا مجسمہ نصب کرنا چاہیے اس لیے کہ اس نے نظام حکومت کو عوامی جمہوری سے نکال کر قومی تعصّباتی نظام میں تبدیل کر دیا اگر اس نے ایسا نہ کیا ہوتا تو اسلام پوری دنیا میں پھیل جاتا اور آج ہم یورپ والے مسلمان ہوتے۔[۲]

اس دور میں اسلام کے انحطاط کی اصلی وجہ مسلمانوں کا عدم اتحاد تھا اور امیر شام نے مسلمانوں کو مزید مختلف گروہ میں بانٹ کر اپنی حکومت کو دوام بخشا۔

عصر بنی عباس

عصر بنی عباس کے ابتدائی دور میں اسلام کو کسی حد تک کامیابی ملی مگر مامون کے زمانہ میں مسلمان مختلف گروہ میں بٹ گئے موضوع تھا "قرآن حادث ہے یا قدیم" اور پوری حکومت اسی مسئلے کو حل کرنے میں لگ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی ترقی کو پھر بریک لگی۔[۳]

آل بویہ کا دور

یہ دور اسلامی نقطہ نگاہ سے ایک درخشاں دور تھا اور اس کی اہم ترین وجہ مسلمانوں (شیعہ ۔ سنی) کا اتحاد تھا۔ آل بویہ کے حکمران باہمی اختلاف کو ختم کرنے میں کامیاب ہوئے، تفرقہ پھلانے والے واعظوں اور مبلغوں نیز قصہ گو افراد کو مسجدوں اور چوراہوں سے ہٹادیا گیا اور سب نے مل کر اسلام کی سربلندی میں حصہ لیا اور بہت سے امور اس دور میں انجام دیئے گئے وسیع پیمانہ پہ اسلامی تمدن دوسری اقوام میں سرایت کرنے لگا مگر افسوس کہ اسلام دشمن طاقتوں نے یہاں پر منافقانہ سازشوں سے اس اتحاد کو ختم کر دیا اور عضدالدولہ کے بعد آل بویہ

۱۔ تاریخ الخلفاء، باب یزید بن معاویہ، ص ۱۶۴؛ سیر اعلام النبلاء، یزید بن معاویہ، ج ۵، ص ۸۳؛ الصواعق المحرقہ، ص ۲۲۱

۲ ۔ تفسیر المنار، سید رشید رضا، ج ۶، ص ۴۶۷

۳۔ تاریخ الخلفاء، سیوطی، ۳۵۷

میں آپسی اختلاف اتنا بڑھ گیا کہ ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور شیعہ سنی اختلاف اتنا بڑھ گیا کہ عضدالدولہ کی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ہی شیعہ کشی کا دور شروع ہوگیا۔[1]

عصر حمدانیان

اس دور میں بھی شیعہ سنی اتحاد کی بناء پر اسلام کو کافی ترقی حاصل ہوئی۔ ہمدانی اور رخشید اگرچہ آپس میں لڑ رہے تھے مگر بعد میں دونوں کے درمیان صلح ہوگئی اور دونوں نے اپنے اپنے علاقے بانٹ لئے اور اس دور میں مسلمان روم تک پہنچ گئے اور اسلامی کلچر اور تمدن روم میں پھیلنے لگا اس کے علاوہ اسلامی علوم نے بھی کافی ترقی کی مگر جیسے ہی درمیان میں اموی حکومت کے کچھ افراد داخل ہوئے اختلاف شروع ہوگئے اور برادر کشی کا سلسلہ شروع ہوگیا اور جیسے ہی اتحاد ختم ہوا اسلام کی پیشرفت بھی تھم گئی۔[2]

ترکیہ اور ایران اتحاد

آٹھویں صدی ہجری میں عثمانی حکومت کے سپاہی مسلمانوں میں اتحاد کی غرض سے سامنے آئے اور اتحاد کی ایک محکم اور پائیدار بنیاد رکھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نویں صدی میں عثمانی حکومت یورپ اور صلیبیوں کے مقابلے میں ایک عظیم طاقت بن کر سامنے آئی اور صلیبیوں کی تباہی کی ابتدا ہوئی۔

عثمانی خلفاء نے مسلمانوں کو خلافت کے پرچم تلے جمع کیا اور ایک بڑی طاقت بن گئے۔ یورپ اور صلیبی عیسائی مسلمانوں کی اس ترقی اور اقتدار سے خوفزدہ تھے اس لئے کہ وہ اس عظیم طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے لہٰذا وہی تخریبی اور شیطانی حربوں کا سہارا لیا اور چند بڑے دماغوں کو بٹھایا گیا کہ کس طرح مسلمانوں کی پیشرفت کو روکا جائے لہٰذا ان لوگوں نے بیٹھ کر فکر کرنا شروع کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف ایجاد کیا جائے اور انہیں گروہوں میں بانٹ دیا جائے اس کام کے لئے چند قسم کے افراد آمادہ کئے گئے کچھ شیعہ سنی کتابوں کے مطالعے کے لئے مخصوص کئے گئے تاکہ وہ مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کہاں کہاں اختلافی مسائل کار آمد ہو سکتے ہیں اور کن کن راہوں سے اختلاف ڈالا جا سکتا ہے کچھ افراد کو مسلمان ملکوں میں بھیجا گیا جو لباس

۱۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج۱، ص۶۲۹؛ الشیعہ فی المیزان، جواد مغنیہ، ص۱۴۷
۲۔ الشیعہ فی المیزان، جواد مغنیہ، ص۱۷۳

اسلامی میں ملبوس تھے اور جو یہاں آکر مسلمانوں کے درمیان اس طرح زندگی گزارنے لگے کہ مسلمان ان کے تقوے اور زہد سے متاثر ہوگئے جس میں اہم ترین نام شیخ حسن ایمان، شیخ یوسف فرانسوی کے ہیں۔

کچھ افراد تیار کئے گئے جو عربی اور فارسی زبان کو اس طرح سیکھیں کہ ایسا لگے کہ وہ صاحب زبان ہیں اور پھر اسی زبان میں تقریر اور اس کے ہنر کو سیکھیں۔

حالات کچھ اس طرح تھے کہ ایک طرف عثمانی حکومت تو دوسری طرف صفوی حکومت، ایک طرف شیعہ دوسری طرف سنی، مگر دونوں کے درمیان اتحاد کی فضا قائم تھی صلیبیوں کو اسی اتحاد کو ختم کرنا تھا اور اسی پر انہوں نے کام شروع کیا ایک طرف وہ آتے تھے اور شیعوں سے خلفاء کے خلاف بیان دلواتے تھے یہی لوگ دوسری طرف عثمانیوں کے درمیان جاتے تھے اور ان کے علماء کو کہتے تھے یہ خلفاء پر لعن کرتے ہیں آپ ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دیں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ تاریخ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی نے بھی شیعہ مراجع کرام سے فتویٰ کی بات نہیں کی اور اگر کی ہے تو جواب منفی ہی ملا ہے اس لئے کہ ہمارے مراجع بصیر اور حالات سے خوب واقف تھے اور دشمن کی چالیں بھی سمجھ رہے تھے لہٰذا فتوے کے لئے وہ دوسرے مسلمان فرقوں سے بات کرتے تھے اور پھر ادھر یورپ نے صفویوں کے ساتھ تجارتی اور سفارتی روابط کو بڑھانا شروع کیا، دوسری طرف عثمانیوں کو اکسایا کہ وہ صفویوں کی حکومت کو ختم کریں یعنی آپس میں دونوں مقتدر حکومت کو لڑادیا جائے اور ہوا بھی ایسا ہی اور بہانہ بنایا مذہبی تعصّبات کو اور اسی کا سہارا لے کر دونوں حکومت کو لڑادیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو بڑی طاقتور حکومت آپس میں درگیر ہوگئی اور مسلمانوں کی طاقت دو حصوں میں بٹ گئی، عیسائی اور یورپ کا کام صرف یہ تھا کہ دونوں کے درمیان اختلاف کو بڑھایا جائے اور ایسا ہوا دونوں حکومت آپس میں لڑ پڑیں اور دونوں عیسائی کو اپنا ناجی سمجھنے لگیں اور دونوں حکومت نے یوروپین سے اپنے تعلقات استوار کرنا شروع کردیئے بعض یورپی ملک عثمانیوں کے ساتھ، بعض صفویوں کے ساتھ اور ایک ہی منصوبے کے تحت یورپ نے دونوں حکومتوں کو سکون سے بیٹھنے نہیں دیا اور یورپ نے پہلے مالی طور پر دونوں حکومت کو کمزور کیا اور اپنے اسلحے ان کو فروخت کرتے رہے اور برادرکشی کو ہوا دیتے رہے اس طرح جانی اور مالی نقصان مسلمانوں کا ہوتا رہا جسے دونوں مسلمان حکومتیں نہ سمجھ سکیں۔

اس طرح یورپ کے مسلمانوں کی پسپائی کا آغاز ہوا اور بالآخر یورپ سے بساط اسلام کو لپیٹ دیا گیا، امام خمینی نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب جب مسلمان اپنے محور سے ہٹے انھیں شکست کا سامنا کرنا پڑا

اور جہاں جہاں بھی متحد ہو کر آگے بڑھے کامیابیوں نے ان کے قدم چومے، آج دشمن نے اتنے اختلافات پیدا کر دیئے ہیں کہ اگر کسی ایک خطے میں مسلمان پر ظلم ہوتا ہے تو دوسرا دفاع تو دور کی بات آواز بھی نہیں اٹھاتا، ماضی کی یہ سیاہ تاریخ ہمارے لئے عبرت تھی مگر ہم ابھی بھی خواب غفلت میں سو رہے ہیں اور دشمن مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام کروا رہا ہے بغیر کسی رکاوٹ کے ہمارے علمی ومالی ذخیروں سے استفادہ کر رہا ہے۔

امام خمینیؒ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ دشمن نے جہاں بہت سی تخریب کاری کی وہیں ایک یہ بھی تخریب کی کہ مسلمانوں کے درمیان نسل پرستی کو خوب فروغ دیا اگرچہ یہ نسل پرستی ابتدائے اسلام سے ہی شروع ہو گئی تھی اعراب، غیر اعراب کو انسان ہی نہیں سمجھتے تھے مگر رسول خداﷺ نے اسے ختم کیا اور معیار تقویٰ قرار دیا۔ دشمن نے مسلمانوں کے اس مسئلے کو خوب ہوا دی یہ عرب ہے، یہ فارس ہے یہ ترک ہے۔ اور مسلمان بھی دشمن کے اس حربے کو کل بھی نہیں سمجھتے تھے اور آج بھی نہیں سمجھ رہے ہیں اور اس نسل پرستی کے دھارا میں بہے جا رہے ہیں جبکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے یہ ایک مذموم امر ہے اسلام تو سرحدوں کا بھی قائل نہیں تھا تاکہ مسلمان بٹنے نہ پائیں مگر دشمن نے صرف یہ کہہ کر لوگوں کو سرحدوں میں بانٹ دیا بلکہ ہم خاندانی قوم قبیلہ میں ہم بٹتے چلے گئے نتیجہ یہ ہوا کہ آج اسی نسل پرستی کی وجہ سے برادر کشی شروع ہو گئی اور آج دشمن اسی سے فائدہ اٹھا رہا ہے، اے کاش ہم اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اور اسلام کے پرچم تلے جمع ہو کر متحد ہو کر دشمن کے مقابلے میں آ جائیں۔[1]

منابع

۱۔ قرآن مجید، ترجمہ علامہ ذیشان جوادی (رہ)

۲۔ نہج البلاغہ، ترجمہ مفتی جعفر حسین (رہ)

۳۔ انساب الاشراف، احمد بن یحییٰ البلاذری، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ.

۴۔ اسرار پیشرفت مسلمین: تہامی فضل اللہ، مکتبہ الی العین قم.

۵۔ الفتوح الشیعہ فی المیزان، محمد جواد مغنیہ، دار الزہراء، ۱۴۱۰ھ.

۶۔ الارشاد، محمد بن نعمان شیخ مفید، مکتبہ سردار، ۱۳۹۷ش.

۷۔ الکامل فی التاریخ، عزالدین ابن اثیر، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۲ء.

۱۔ صحیفہ نور، ج۱، ص۸۶

۸۔ پیام امام، آیۃاللہ مکارم شیرازی و جمعی از نویسندگان، مدرسہ امام علی، قم، ۱۳۹۰ش.
۹۔ تاریخ اسلام، شمس الدین ذہبی، دار المعنی، بیروت، بی تا.
۱۰۔ تاریخ الامم والملوک، محمد بن جریر طبری، دار الفکر، قاہرہ، ۱۴۲۰ھ.
۱۱۔ تاریخ یعقوبی، احمد بن اسحاق یعقوبی، دار الفکر الاسلامی، ۱۹۹۹ء.
۱۲۔ تاریخ الخلفاء، جلال الدین سیوطی، دار الفکر، قاہرہ، ۱۴۰۹ھ.
۱۳۔ تفسیر المنار، سید محمد رشید رضا، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ.
۱۴۔ حیات پیغمبر، محمد حسین ہیکل، جرمنی، ۱۹۱۹ء.
۱۵۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، سید محمد کاظم موسوی، پژوہشکدہ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ۱۳۶۸ش.
۱۶۔ سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد حمدان، مؤسسہ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ.
۱۷۔ سنن ابن ابی عاصم، ابن ابی عاصم، المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۱۳ھ.
۱۸۔ سیر ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک ابن ہشام، دار المعرفہ، بیروت، بی تا.
۱۹۔ شرح خطبہ سیدۃ الزہراء.
۲۰۔ صحیح ترمذی، ابو عیسیٰ محمد ترمذی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ.
۲۱۔ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج نیشاپوری، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۷ء.
۲۲۔ صواعق محرقہ، ابن حجر الہیثمی، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ.
۲۳۔ صحیفہ نور، حضرت امام خمینیؒ مؤسسہ نشر وآثار حضرت امام، قم.
۲۴۔ الطبقات الطبری، محمد بن سعد، انتشارات فرہنگ واندیشہ، ۱۳۷۴ش.
۲۵۔ فرہنگ عمید، استاد حسن عمید.
۲۶۔ فرہنگ معین، محمد معین.
۲۷۔ الکافی، محمد بن یعقوب کلینی، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۴۰۷ھ.
۲۸۔ کشف الغمہ، علی بن عیسیٰ اربلی، انتشارات رضی، ۱۴۲۱ھ.
۲۹۔ کنز العمال، علی متقی ہندی، مؤسسہ الرسالہ، بی تا.
۳۰۔ قرب الاسناد، حمیری، مکتبہ نبوی، تہران، ۱۳۸۱ش.
۳۱۔ لسان العرب، ابن منظور، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۸ھ.
۳۲۔ مجمع البحرین، فخر الدین طریحی، دفتر نشر فرہنگ اسلامی
۳۳۔ معجم مقاییس اللغۃ، ابی الحسین احمد بن فارس، دار الجبال، بی تا.
۳۴۔ المغازی، محمد بن عمر واقدی، ۱۹۹۸ء.
۳۵۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی، مؤسسہ آل البیت، ۱۳۷۷ش.